

قومی انتخابات کے نتائج اور نئی حکومت کا قیام

اندیشے ، توقعات اور خدشات

۱۸ فروری کو قومی انتخابات کے نتیجہ میں جو منظر سامنے آیا ہے وہ عوامی توقعات کے قریب قریب نظر آ رہا ہے۔ قوم نے ریٹائر جرنل پرویز مشرف کی آمرانہ پالیسیوں اس کے آمرانہ طرز حکومت اور اس کے حواریوں کو ان انتخابات میں عبرتاک شکست سے دوچار کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ قوم امریکی نواز پالیسیوں کو اب ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ اگرچہ ۱۸ فروری کے انتخابات میں حکمران جماعت اور اس کے اتحادیوں کو کامیاب کرانے کا پورا منصوبہ تیار ہو چکا تھا لیکن میڈیا کے باخبر ہونے، بین الاقوامی دباؤ اور سیاسی جماعتوں کی بہتر حکمت عملی کے باعث الیکشن میں دھاندلی اس دن پوری طرح ہونہ سکی اور پھر الیکشن کے نتائج نے شہدائے لال مسجد کے قاتلوں کو سر بازار پوری دنیا کے سامنے رسوا کر دیا۔ بڑے بڑے سیاسی لیڈر اور کئی ”نامور“ وزراء منہ کے بل گر پڑے۔ اور سب نے یک زبان ہو کر اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں پرویز مشرف کی غیر مدبرانہ پالیسیوں اور خصوصاً وزیرستان آپریشن اور سانحہ لال مسجد پر کئے گئے ظالمانہ فیصلوں نے مردود دیا ہے۔ یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ خود اس کے اپنے ہی حواری اور چچے اس کے خلاف بولنے لگے۔

اليوم نختم على افواههم وتكلمنا ايديهم وتشهد ارجلهم بما كمنوا يكسبون

اب سب سے اہم مرحلہ حکومت سازی کا ہے اس بار مختلف سیاسی جماعتوں پر مشتمل قومی حکومت کا تصور پاکستان میں پہلی بار سامنے آ رہا ہے۔ جس کی پائیداری موجودہ نازک حالات اور پرویز مشرف کی صدارت میں ایک اہم سوال ہے؟ پھر اس کے علاوہ معزول جنوں کی بحالی کا وعدہ جو مسلم لیگ (ن) کا بنیادی ایجنڈا تھا اور الیکشن کے بعد اس ایجنڈے کی تکمیل کا وعدہ دونوں جماعتوں نے اعلان مری میں واشگاف الفاظ میں دوہرایا بھی ہے۔ یہ فیصلہ بھی بظاہر زمینی حقائق کی روشنی میں ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ سابقہ جنوں کی بحالی کے بعد موجودہ جنوں کی آئینی حیثیت کیا ہوگی؟ پھر امریکہ نے واضح طور پر سابق چیف جسٹس جناب چودھری افتخار کی بحالی پر اپنی ناراضگی اور شدید خدشات کا اظہار کیا ہے کیونکہ جناب چودھری افتخار نے گمشدہ افراد جو امریکی حکومت کی ایماء پر ان دنوں پابند سلاسل ہیں کی رہائی کے بارے میں بد ساخت اسٹیڈ لیا تھا تو امریکیوں کو پرویز مشرف سے زیادہ چودھری افتخار سے نفرت ہے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ پرویز مشرف جیسے متنازع ترین صدر کی موجودگی میں اپوزیشن جماعتوں

کی حکومت کا پانڈیٹ 2/E-58 کی لکھی تلوار کے سائے میں موجودہ متنازعہ پالیسیاں تبدیل کرانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگا۔ کیونکہ پرویز مشرف کے آٹھ سالہ دور حکمرانی اور اس کے ادارے آئین، اقدامات اور اس کی بے جا اور اڑنی پارلیمنٹ کو "حکیموں کے پیش نظر موجودہ اسمبلیاں ریت کے گھروندے نظر آ رہے ہیں۔

افواج پاکستان کے کمانڈر ان چیف نے بھی صدر پاکستان سے اپنی وابستگی ایک بار پھر ثابت کر دی ہے کہ فوج اور صدر پاکستان میں کوئی دوریاں نہیں۔ یعنی دوسرے معنوں میں فوج اپنے سپریم کمانڈر کے معمولی اشارہ پر اپنی پرانی ذمہ داریاں "نئے عزم اور تازہ حوصلہ" کے ساتھ نبھانے کے لئے پوری طرح چوکس ہے۔ ان تمام معروضی حقائق کی روشنی میں "امید صبح" کی تمنا کرنا ایک مشکل امر ہے۔ خدا کرے کہ نئی حکومت ملک و ملت کی ڈھونڈ ناؤ کو بحرانوں سے بے حفاظت نکال کر ساحل مرادیک پہنچائے۔ اگر یہ قومی حکومت بھی اسی پرانی ڈگر پر چلتی رہی اور خصوصاً خارجہ و داخلہ پالیسیوں کو تبدیل نہ کیا اور قبائلی علاقوں میں روز بروز امریکی حملوں کو روکا نہ گیا تو ملک شدید خانہ جنگی کی لپیٹ میں آ سکتا ہے۔ پہلے ہی پے در پے بم دھماکوں اور امن و عوام کی بگڑتی صورتحال نے ایک خطرناک اور جاہ کن صورتحال اختیار کر لی ہے۔ دراصل مغرب اور امریکہ مسلسل اس کوشش میں ہیں کہ پاکستان میں مکمل سیاسی استحکام پیدا نہ ہو کیونکہ یہی ان کے نیو ورلڈ آرڈر کے منصوبہ کا حصہ ہے۔ اس لئے وہ وقتاً فوقتاً اپنی ظالمانہ اور غیر آئینی دخل اندازی کر کے جان بوجھ کر مجاہدین میں اشتعال پیدا کرتا رہتا ہے کہ پاکستانی قوم خود آپس میں ہی لڑ لڑ کر کمزور ہو۔ اگر مل بیٹھ کر اس کا دیر پا کوئی حل نہ نکالا گیا تو امریکی مفادات کی تکمیل کرتے کرتے خدا خواستہ ملک و ملت کا مقدر داؤ پر بھی لگ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ نئی حکومت کو ایک بہت بڑا خطرہ روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی کا بھی ہے۔ ان آٹھ سالوں میں غریب عوام کا جو حال ہوا ہے اور جس بیدردی کے ساتھ انہیں لوٹا گیا ہے اور لوٹا جا رہا ہے اگر ان کے جسم و ناتواں پر مزید مہنگائی کا غدا ب رکھا گیا تو یہ بے قابو عوام کسی بھی وقت کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ موجودہ حکومت کو بھی سابقہ حکومتوں کے شاہانہ اخراجات اور ناقص منصوبہ بندی کی تیاری سے اجتناب کرنا چاہیے اور اپنی ساری توجہ ملک میں بحالی امن، آزاد عدلیہ، روزگار کی فراہمی اور اسلامی اقدامات کی طرف مرکوز رکھنی چاہیے (اگرچہ اس کی کوئی توقع دور دور تک ان سے نہیں کی جاسکتی) اگر ان اہداف کو حاصل کر لیا گیا تو پاکستانی قوم یہ سمجھے گی کہ انکے زخموں اور دکھوں کا کچھ مداوا تو ہوسکا اور اگر اس بار بھی قومی حکومت کے ارباب اقتدار اختیار نے پرانی عادتیں اور وہ شاہانہ طرز حکومت کا مظاہرہ جاری رکھا اور وہی "امریکی آقا" کی جی حضوری اور خوئے غلامی کو نہ چھوڑا گیا تو اسکے بعد پاکستانی قوم کس پر اعتماد کرے گی؟ فوجی حکومت، ایم ایم اے، مسلم لیگ اور دیگر جماعتوں نے ان آٹھ سالوں میں عوام کا اعتماد بڑی طرح مجروح کیا ہے۔ امید ہے کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) سابقہ تجربات سے کچھ نہ کچھ سبق حاصل کریں گی۔ اور ملک و ملت کو بحرانوں سے نکالنے کی دن رات کوششیں کرینگی اور پاکستان کو ایک آزاد، مکمل خود مختار اسلامی ریاست بنانے کی جدوجہد کرینگی۔